

مروا الشر بنی کا جرمِ عدالت میں بہیمانہ قتل شناخوان ”تہذیبِ مغرب“ کہاں ہیں؟

انجینئر توحید الرحمن

خواندگانِ کرام! اس پہ تعجب کیسا کہ اس خونچکاں واقعے کے بارے میں بہت سے لوگ ابھی تک بے خبر ہیں جو ماہ جولائی کی یکم تاریخ کو پیش آیا، کہ جس میں ایک انتہا پسند (اگر امریکی نکسال میں ڈھالی گئی اس اصطلاح کا اطلاق ایک غیر مسلم پر بھی ہو سکتا ہو) نے ۳۲ سالہ مصری خاتون کو محض مسلمان ہونے اور سر پر اسکارف اوڑھنے کے جرم میں المانوی ایوانِ عدل میں خنجر کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا۔ مسلمانوں کو برداشت اور اعتدال کا بھاشن دینے والی، انسانی حقوق کی علمبردار اور جمہوری اقدار کی چمکچمکیں مغربی دنیا نے اس واقعے کی کورتج کو جب لائقِ اعتنا ہی نہ سمجھا ہو تو ہمارے میڈیا کے تماہل عارفانہ پر حیرت کا کیا مقام۔ بازار سے بیٹھے خربوزوں کی عدم دستیابی کی ٹینشن کو عوام سے شیر کرنے والے کالم نگاروں نے اس کو اگر اپنے کالم میں جگہ نہیں دی تو اس پر ہم اور آپ انگشت بدنداں کیوں۔ مغرب کی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کو معراجِ انسانیت سمجھنے والے اور اپنے ملک میں پریشکار گوشت بیچنے پر پوری قوم کو بلا استثناء عنوان قرار دینے والے سوڈا ٹیلیکچو کلر اور چینی غلاموں نے اس واقعے کی مذمت نہیں کی تو حیرانی کا ہے کہ۔ نیوز چینل کے انٹکر پرسنز اور ان کے ٹاک شو کے روح رواں بزمِ خویش دانشوروں نے جو وطن عزیز میں پیش آنے والے تو قعات و حادثات کے اسباب و علل اور نتائج و عواقب پر ہر ہر زاویے سے روشنی ڈالنے پر یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، نے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہ کیا ہو، تو اس میں اچھنبے کی کیا بات کہ آخر یہ ظلم تیسری دنیا کے کسی ”شدت پسند ملک“ میں سترہ سالہ لڑکی پر متنازعہ پر کوڑے برسانے کا تو نہیں۔ جب اس کی کوئی ویڈیو پوچھ لیا جائے تو شہر کی گلی ہو کہ جس کو دیکھ کر لوگ ہاگ اپنی بیٹھکوں میں صبح شام اس کا تذکرہ کریں، تو اس تغافل پر استعجاب چہ معنی دارد۔ مغرب کے درخشندہ فلذات پر پلنے والی انسانی حقوق اور حقوقِ نسواں کی تقسیموں نے اگر سرکوں پر آ کر آسمان سر پر نہیں اٹھایا تو اس میں عجب کیا کہ یہ معاملہ صغیر نازک کے میرا تھن دوڑ میں شرکت کا بھی نہیں۔ یہ معاملہ تو امت مسلمہ کی فیکٹ بنی کا ہے جس کے بہیمانہ قتل کو رپورٹ کرنا ہم اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں، تاکہ مغرب کی SELF

”شہیدۃ الحجاب“ کا خطاب پانے والی مروا الشربینی کا تعلق مصر کے شہر اسکندریہ سے تھا۔ وہ 2003ء سے اپنے فنیق زندگی علوی عکاظ کے ہمراہ جرمنی میں مقیم تھی اور یہاں ڈریسڈن شہر میں بطور فارماسسٹ ایک کپہنی میں کام کرتی تھی جبکہ عکاظ مصر کی جامعہ المو فیہ میں لیکچرار تھا اور یہاں مالیکیولر لیسل بیا لوجی اور جینیٹکس میں پی ایچ ڈی کر رہا ما، جواب تکمیلی مراحل میں تھی۔ اس اندوہناک کہانی کا آغاز اگست 2008ء میں ایک مقامی پارک سے ہوا، جہاں مروا اپنے دو سالہ بیٹے کو سیر کرانے گئی تھی۔ یہاں ایگزل ڈبلیو نامی شخص مروا کو حجاب میں دیکھ کر گالیاں بکنے لگا۔ اس نے مروا کو نہ صرف دہشت گرد، کتیا اور اسلامی فاحشہ کہا بلکہ اس عفت مآب کے سر سے اسکارف نوچنے کی جسارت بھی کی۔ مروا نے اس پر بہت عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت میں ایگزل نے مروا کو یہ کہہ کر ”تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں“ اپنے جرم کی خود ہی تصدیق کر دی جس پر عدالت نے اسے 780 یورو جرمانہ کیا۔ بعد ازاں اس نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کر دی۔ چنانچہ یکم جولائی کو عدالت کے ایما پر مروا جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھی، اپنے خاوند اور تین بیٹے مصطفیٰ کے ساتھ عدالت میں موجود تھی۔ یہاں دوران کارروائی ایگزل نے اچانک مروا پر خنجر سے حملہ کر دیا اور اس پر یکے بعد دیگرے اٹھارہ وار کئے، جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گئی۔ عکاظ جب مروا کو بچانے کیلئے آگے بڑھا، تو اس شقی نے اس کو بھی خنجر سے زخمی کر دیا۔ ستم بالائے ستم سیکورٹی اہلکار نے عکاظ ہی کی ٹانگوں پر گولیاں چلا دیں کہ ایں حضرت اسی کو ہی حملہ آور سمجھ بیٹھے تھے۔ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا۔ اپنے ماں باپ کے جسموں سے خون کے فوارے چھوٹنے کا یہ منظر تین سالہ مصطفیٰ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔

قارئین آپ نے نوٹ کیا ہوگا جب بھی مغرب یا امریکہ میں اس نوعیت کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو وہاں کامیڈیا دنیا کی توجہ قاتل کی ذہنی الجھنوں اور دیگر نفسیاتی محرکات کی طرف مبذول کرا کے اپنے معاشرے کی شدت پسندی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس مرتبہ بھی ایگزل ڈبلیو کے ساتھ UNEMPLOYED اور XENOPHOBIC کے لائحے لگا کر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ ایک شخص کا انفرادی فعل تھا۔ لیکن کیا اگر اس طرح کا واقعہ مسلمان ملک میں ایک مسلمان کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کے ساتھ پیش آیا تو مغرب کا یہی رویہ ہوتا؟ یورپ اور امریکہ اپنے باشندوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم و تو اپنے فوجداری قوانین کے مطابق ذیل کرتے ہیں مگر مسلم دنیا میں رونما ہونے والے اس نوعیت کے واقعات کے ڈانڈے بین الاقوامی دہشت گردی سے ملاتے ہیں اور یوں ”گلوبل وار آن ٹیرر“ کی آگ کو مزید پھونکتے ہیں۔ عالم ہمہ گیرانہ چنگیزی افرنگ۔

جرمنی میں بحث اس پر نہیں ہو رہی کہ مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی منافرت کا سد باب کس طرح کیا جائے بلکہ وہاں تشویش کا پہلو تو عدالتوں کی سکیورٹی ٹھہرا ہے۔ آزادی اظہار، آزادی فکر و عمل، حقوق نسواں کا راگ الاپنے

والی ”مہذب دنیا“ میں جہاں عریانی پر تو کوئی پابندی نہیں کہ ایسی ممانعت فرد کی آزادی پر حملہ ہے، البتہ اپنی مرضی سے اسکارف پہننے والی مسلم خواتین کو OPPRESSED قرار دیا جاتا ہے یا اس پر سرے سے پابندی لگادی جاتی ہے کہ اسکارف ایک مذہبی علامت ہے جس سے اسٹیٹ کے سیکولر مزاج کو زد پہنچتی ہے۔ حالانکہ وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ حجاب، گلے میں صلیب یا ستارہ واؤڈی لٹکانے کی طرح مذہبی علامت نہیں بلکہ ایک مسلم عورت کا دینی فریضہ ہے۔ کوئی مسلمان عورت حجاب کو بطور مذہبی علامت نہیں بلکہ قرآن مجید میں ارشاد کردہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے پہنتی ہے۔ اگر مذہب کو ایک طرف رکھ کر بھی دیکھا جائے تو بدن پر ”ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے“ طرز کا لباس پہننے کی طرح سر پر اسکارف اوڑھنا بھی ایک فرد کا انتخابی فعل ہے جس پر قدغن DISCRIMINATION کے زمرے میں آتی ہے جو ظاہر ہے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

مروا کا جسد خاکی اس کے آبائی وطن اسکندریہ لایا گیا تو لوگوں کا ٹھٹھیس مارتا سمندر تھا جو اپنی بیٹی کو سپرد خاک کرنے آیا تھا۔ وہ جرمن حکومت اور مغربی میڈیا کی بے حسی پر سراپا احتجاج تھے۔ وہ اپنے حکمرانوں کے خاموشی پر بھی تالاں تھے کہ انہوں نے ابھی تک اس واقعے کا سفارتی سطح پر نوٹس کیوں نہیں لیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ جرمن حکومت سے سرکاری طور پر احتجاج کیا جائے اور معذرت نہ کرنے اور لا تعلق رویہ اپنانے پر سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں۔ مصر سمیت تمام اسلامی دنیا نے اس واقعے پر چپ سادھ رکھی ہے البتہ ایزان کے صدر، جو مغربی دنیا اور امریکہ کے دوہرے معیارات کو ہمیشہ سے ہدف تنقید بناتے آئے ہیں، نے اس المیے کا ذمہ دار جرمن حکومت، عدالت میں موجود جج اور دیگر ارکان کو ٹھہراتے ہوئے کہا ہے کہ اس قتل پر جرمنی اور مغربی ممالک کا رویہ غزوہ کی پٹی پر محصور فلسطینی عوام کے قتل عام پر رور کھے گئے رویے سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے کہا ہے کہ جرمنی پر پابندی عائد کی جائیں۔

☆☆☆

قلب کی حقیقت

علم تصوف کا موضوع ہمارے دل کی وہ دنیا ہے جو ہمیں اپنی آنکھوں سے نظر نہیں آتی، مگر اس کا ہماری زندگی سے نہایت گہرا تعلق ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دل کیا ہے؟ طیبیوں اور ڈاکٹروں سے پوچھئے تو وہ اس کا جواب یہ دیں گے کہ دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جو انسان کے سینہ میں بائیں جانب لٹکا ہوا ہے، اور اس کے جوف میں سیاہ قسم کا جما ہوا خون ہوتا ہے، جو سودا قلب کہلاتا ہے اور جب یہ لوتھڑا خون کو پمپ کر کے باہر کی طرف پھینکتا ہے تو اس کو دل کی دھڑکن سے تعبیر کرتے ہیں، اس طرح روح اطباء کے نزدیک اس پمپ اور شیم کا نام ہے جو قلب کے اندر خون سے پیدا ہوتی ہے، اور شریانوں کے ذریعے سارے بدن میں پہنچ جاتی ہے۔